ازالۂ شکوک و شبہات پادری

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

ازالۂ شکوک و شبہاتِ پادری

از علامہ منظور احسن عباسی

شائع کردہ : اسلامی مشن سنت نگر لاہور

طباعت :- سید سنز پبلشرز و پرنٹر
اردو بازار لاہور

اشاعت : اسلامی مشن سنت نگر لاہور

کتابت :- عبدالمجید امجد ۔ مکان نمبر ۱۹۷ ۔ گلی نمبر ۲ ۔ محلہ صداقت پارک
نزد سانده خورد ۔ لاہور

پیش لفظ

بار بار یہ امر ضبطِ تحریر میں لایا جا چکا ہے۔ کہ پاکستان میں جو عیسائیوں کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ بعض پادری اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ توحید پر جو کہ پاکستان کا بنیادی پتھر ہے۔ حملہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم پر بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کمتر و کہتر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اپنے آقایانِ ولی نعمت کو جو کہ غیر ملکی ہیں۔ خوش کرتے ہیں یا ان کے اکسانے پر ایسا کرتے ہیں تاکہ ملک کا امن و امان خلل پذیر ہو۔

پھر لطف یہ ہے کہ بڑے ڈھیٹ پن سے بار بار کئے ہوئے سوالات کو دہراتے رہتے ہیں۔ تاکہ اپنے ان پڑھ اور نیم خواں متبعین کو اثر پذیر کرتے رہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔

اگر اس کا جواب نہ دیا جائے۔ تو پھر مشہور کر دیتے ہیں۔ کہ

ان کے اعتراضات صحیح ہیں۔ مسلمانوں کو مجبوراً ان کی زہریلی تحریروں کا جواب دینا پڑتا ہے۔ پچھلے چند سالوں میں اسلامی مشن عیسائیوں کے جواب میں تقریباً ایک صد کتب و رسائل شائع کر چکا ہے۔ اسی سلسلہ کی رسالہ ہذا "ازالہ شکوک وشبہات پادری" ایک کڑی ہے۔ کراچی سے ایک پادری نے تیس سوالات کا ایک پلندہ بھیجا۔ اور ایک لطیف پیرایہ میں مطالبہ کیا کہ ذرا انہیں سمجھا دیا جائے۔

ان کا جواب حضرت علامہ منظور احسن عباسی نے برجستہ اور مہذبانہ طریقہ سے اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ امید ہے کہ کراچی کے پادری کی تشفی ہو جائے گی۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے۔ بحث مباحثہ میں شائستگی اختیار کریں۔ اس لئے ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ تہذیب کے دامن کو نہ چھوڑا جائے۔ بے بنیاد تصورات پیش نہ کئے جائیں۔ جو کچھ کہا جائے۔ وہ مقدس بائبل سے کہا جائے۔

ہم یہی توقع عیسائیوں سے رکھتے ہیں۔ کہ وہ جو کچھ کہنا چاہیں۔ قرآن کریم سے کہیں۔

بہر حال حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی فضیلت کا جائزہ لینے کے لئے ذیل کے سوالات قارئین کرام غور سے پڑھیں۔ پھر خود فیصلہ صادر فرمائیں کہ فضیلت اور برتری کس کو حاصل ہے؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آپ کا زمانہ رسالت ۲۳ سال رہا

۲۔ آپ کی زندگی مبارک میں لاکھوں انسان مسلمان ہوئے۔ چنانچہ صرف آخری حج کے موقعہ پہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ نے آپ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔

۳۔ کسی صحابی نے نہ آپؐ کو دغا دیا۔ نہ انکار کیا۔ بلکہ سینکڑوں نے اپنی جانیں آپؐ پہ قربان کر دیں مشتے از خروارے ملاحظہ ہو۔

(الف) حضرت خبیبؓ کو کفار مکہ پکڑ کر لے گئے۔ اور تختہ دار پہ چڑھاتے وقت کافروں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ یہ پسند کریں گے۔ کہ انہیں رہا کر دیا جائے اور حضرت محمدؐ

حضرت عیسیٰ (یسوع مسیح علیہ السلام)

۱۔ آپ کا زمانہ رسالت فقط ۳ سال رہا۔

۲۔ آپ نے تمام عمر میں بارہ عدد حواری اپنے پیرو بنائے۔

۳۔ سب سے بڑے حواری سینٹ پیٹر نے آخری موقعہ پہ آپؐ کی رسالت سے دو بار انکار کیا یہوداہ حواری نے آپؐ کو پکڑوا دیا باقی دس تتر بتر ہو گئے

کو آپ کی جگہ کھڑا کر دیا جائے
جواب ملاحظہ ہو:۔ "میں تو یہ بھی
پسند نہیں کروں گا۔ کہ حضرت
کے ایک کانٹا بھی چبھے اور مجھے
رہا کر دیا جائے"۔ یہ کہتے ہوئے
سولی پر چڑھ گئے۔ اور اپنی جان
کو جان آفریں کے سپرد کر دیا۔
(ب) حضرت انسؓ بن نضر نے
جنگِ اُحد کے موقعہ پر چند مسلمانوں
کو دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں۔ انہوں نے
پوچھا۔ کیا حال ہے؟ انہوں نے لاعلمی
سے جواب دیا۔ کہ رسول اللہؐ شہید
ہو گئے۔ حضرت انسؓ نے بڑے زور
سے پکارا۔ تو جہاں رسول اللہ نے
جان دی ہے۔ ہم بھی اسی کام میں اپنی
زندگی ختم کر دیں۔ اسی جوش میں حضرت
انسؓ نے کفار پر حملہ کر دیا۔ اپنے جسم پر
ستر زخم کھائے۔
(ج) حضرت عمارہؓ بن زیاد جنگِ اُحد میں

شہید ہوئے ۔ انہوں نے آخری وقت
جان دیتے ہوئے اپنے رخسار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلووں سے
لگا دیئے ۔ یہ شعر اس وقت کی یاد میں

ہے سر بوقتِ ذبح اپنا اس زیرِ پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

(د) حضرت حرام بن ملحان رضؓ کو سفیر بنا کر
طفیل حاکم نجد کے پاس بھیجا ۔ اس نے
سفیر کی پشت میں نیزہ مروایا ۔ وہ
نیزہ کھا کر گر پڑے ۔ اور مرتے ہوئے
کہا ہ قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ میں
اپنی مراد کو پہنچ گیا ۔"

(ہ) حضرت سلمہ رضؓ نے حضرت اخرم رضؓ کو
آگے جانے سے روکا ۔
حضرت اخرم رضؓ نے کہا "سلمہ اگر تم
خدا اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو ۔
تو شہادت اور میرے درمیان حائل نہ ہو"
یہ سن کر سلمہ نے گھوڑے کی باگ چھوڑ
دی ۔ عبدالرحمٰن فزاری جو لٹیروں کا سردار

تھا اور حضرت اخرم کے درمیان
سخت مقابلہ ہوا فزاری نے حضرت
اخرمؓ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

(۴) آپؐ اپنی حین حیات میں عرب
کے ملک کے حکمران بنے۔ دینی اور
دنیاوی بادشاہ تسلیم کئے گئے
کئی مقامات فتح کئے لاکھوں انسان آپ
کے منقاد ہوئے۔

(۵) آپؐ سے آخری وقت اللہ تعالیٰ
کی طرف سے پوچھا گیا کہ "کیا آپ
دنیا میں اور عرصہ رہنا چاہتے ہیں؟
فرمایا اللّٰھم رفیق الاعلیٰ!
اور واصل باللہ ہو گئے

(۶) آپؐ کے وصال کے بعد ہزارہا
عقیدت مندوں نے آپ کی
نماز جنازہ پڑھی اور نماز جنازہ بار
بار پڑھی گئی۔ پھر بڑی شان اطمینان
کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا

(۴) اناجیل کے مطابق آپ تمام عمر
رومی شہنشاہ کی رعایا رہے۔

(۵) سپاہیوں نے آپ کو گرفتار کیا۔
آپ کو کانٹوں کا تاج پہنایا۔ منہ پر
تھوکا۔ سرکنڈے سے مارا۔
گالیاں دیں۔ برچھیوں سے کچوکے
دیئے۔ آخر صلیب پر کھینچ دیا اور
وہیں جان دے دی۔

(۶) ایک شخص مسمی یوسف نے گورنر
پیلاطوس سے آپؑ کی لاش حاصل
کی اور اسے زمین میں دفن
کر دیا۔

(۷) آپؐ تمام بنی نوع انسان کے لئے نبی اور رسول مبعوث کئے گئے ۔

(۸) آپ کو مکمل شریعت عطا ہوئی ۔ جو کہ کسی اور شریعت کی پابند نہیں تھی ۔

(۷) آپؑ صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی بنائے گئے ۔

(۸) آپ شریعت موسوی کے پابند تھے ۔

معجزات

(Miracles)

ہر نبیؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات عطا ہوتے ہیں ۔ اور ہر معجزہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔ نبیؑ خود اسے نہیں کرسکتا ۔ یہ خدائی داد ہوتی ہے ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے ۔ جو فصاحت وبلاغت اور اعجاز و ایجاز کا خدائی شاہکار ہے ۔ چودہ سو سال سے زائد عرصہ سے قرآن کریم من و عن اسی طرح قائم ہے ذرہ بھر اس کی

حضرت مسیح علیہ السلام

(۱) حضرت مسیح علیہ السلام پہ انجیل کا نزول ہوا ۔ وہ انجیل غائب ہوگئی اور عیسائیوں نے اب یہ اعلان کردیا ۔ کہ ان کا یہ ایمان ہی نہیں کہ حضرت مسیحؑ پر کوئی انجیل نازل ہوئی ۔ موجودہ چار انجیلیں روح القدس کی مدد سے حضرت مسیحؑ

عبارت میں فرق نہیں آیا جس طرح
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
اسی طرح موجود ہے۔ اور قیامت
تک اسی طرح رہے گا۔
لاکھوں مسلمان قرآن کے حافظ موجود
ہیں۔

(۲) آپؐ کو معراج نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ
نے آپؐ کو ہفت افلاک جنت۔
عرش معلاء اعلیٰ وغیرہ کی سیر کرائی۔
شرفِ خطاب بخشا۔ ہدایات دیں۔
پھر چشم زدن میں واپس زمین پر بھیج
دیا تاکہ فرائض نبوت کی تکمیل
فرمائیں۔ جب دین مکمل ہوگیا۔ پھر آپ
کا وصال ہوگیا۔ مگر وفات کے بعد
بھی فرشتے ان پر مسلمانوں کی طرف
سے ہر دم درود و سلام پہنچاتے
رہتے ہیں۔

کے بعد لکھی گئیں۔ قصہ ختم شد
تمام دنیا میں بائبل مقدس کا ایک بھی
حافظ موجود نہیں ہے۔

(۲) انجیل کے مطابق تین دن زمین
میں دفن رکھا۔ پھر آپ کو آسمان
پر اٹھالیا۔ اور آسمان میں پابند
کردیا۔ یہ پابندی قیدِ تنہائی سے
بھی زیادہ روح فرسا ہوگی۔
یہ کہہ دینا کہ آپؐ خدا کے داہنے
جانب بیٹھے ہیں۔ ایک ایسا بے بنیاد
زبانی دعویٰ ہے جس کا نہ بائبل
سے ثبوت ہے نہ انجیل سے۔
یہ ہے بھی ناممکن۔ خدا تعالیٰ تو
غیر مادی ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام
مادی ہیں۔ ایک مادی شے کا
غیر مادی کے ساتھ اتصال ہونا قطعاً

(۳) آپ کی خاطر چاند کو شق کر دیا گیا۔ اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ ایسا معجزہ ہے کہ اس وقت کے کفار بھی انگشت بدندان ہو گئے۔ اور اس وقت بھی تمام لوگ حیران ہیں۔ لوگ چاند پہ ہو تو آئے ہیں۔ مگر چاند کا دو ٹکڑے کرنا کسی سائنس دان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتا۔ یہ لاثانی معجزہ ہے۔

(۴) قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ بے شمار مردہ دل لوگ اس کلام اللہ سے زندہ ہوئے۔ بے شمار بیمار شفایاب ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ آپ کے متبعین میں سے بے شمار اولیاء کرام ہوئے اور موجود ہیں جنہوں

ناممکن ہے۔ اور محض ایک ڈھکوسلا ہے۔

(۳) حضرت مسیح خدا کے حکم سے (اپنی طاقت سے نہیں) بیماروں اور اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے۔ بدروحوں کو نکال دیتے تھے۔ اور چند ایک مردوں کو بھی زندہ کیا۔ موجودہ زمانے میں علم طب نے اتنی ترقی کی ہے کہ ڈاکٹر ہزاروں انسانوں کو جن کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ بذریعہ اپریشن ٹھیک کر دیتے ہیں لاعلاج مریضوں کو تندرست کر دیتے ہیں۔

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک جو ایک خشک لکڑی کا تھا۔ اژدہا بن گیا۔ اس نے فرعون کے جادوگروں کے تمام سوانگ کو نگل لیا اور پھر عصا کا عصا بن گیا۔ حضرت سلیمانؑ کا تخت ہوا پر چلتا تھا اور دم زدن میں ہزاروں

نے ایسی کرامتیں دکھلائیں۔جن سے مردہ بھی زندہ ہوگئے	میں طے کرلیتا تھا۔

ثابت ہوا کہ ہر نبیؑ کو خدا کی طرف سے خاص معجزہ عطا ہوتا ہے۔چونکہ
خدائی داد ہوتی ہے۔اس لئے اس لحاظ سے ایک کو دوسرے پر سبقت
نہیں دی جاسکتی۔

اختر احسن ایم۔اے

یکم مئی ۱۹۸۱ء

ازالہ شکوک و شبہاتِ پادری

2 6/81

جناب پادری الیاس صاحب !

تسلیم ۔ آپ کا رقعہ مع تیس ۳۰ سوالات کے ابھی ابھی ملا ۔ ان کے مختصر جوابات لکھ رہا ہوں ۔ اگر اس پر بھی آپ کو تشفی نہ ہو ۔ تو پھر لکھئے میں سمجھانے کی کوشش کروں گا ۔

جوابات حسب ذیل ہیں :۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا آسمان پر چڑھنا اور عرش پر بیٹھنا ایسا ہی ہے ۔ جیسے اس کا زمین پر نازل ہونا اور دلوں میں گھر کرنا ۔ چنانچہ اگر کوئی کہے کہ پادری صاحب کا دماغ آج کل آسمان پر ہے ۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دماغ کھوپڑی کو توڑ کر اڑ گیا ۔

استوٰی علی العرش کے معنی توجہ فرمانے کے ہیں ۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ۔ جیسا کہ آیت شریفہ میں ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا ۔ یہ ہاتھ ایسا ہی ہے جیسے آپ پر حکومتِ برطانیہ یا امریکہ کا ہاتھ ہے ۔ ظاہر ہے کہ مراد اس سے اللہ کا فضل اور اس کی اعانت ہے ۔ کیا آپ نے اللہ کے اس

ہاتھ پر بھی غور کیا۔ جس پہ حضرت مسیح جا بیٹھے۔

(۳) تیسرا سوال بھی ہاتھ کے بارے میں ہے۔ کہ والسمٰوات مطویت بیمینہ۔ یعنی قیامت کے روز زمین اللہ کی مٹھی میں اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد اللہ کا اختیار اور قدرت ہے۔ چنانچہ اصطلاح دستِ قدرت کی اصطلاح ہمارے روزمرہ میں داخل ہے اور جو آپ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ فلاں بات ہاتھ سے نکل گئی تو کیا واقعی آپ اس سے بھی یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ہاتھ میں کوئی چڑیا تھی جو اُڑ گئی۔

(۴) مغرب و مشرق کی طرف یعنی ہر طرف اللہ کا منہ ہونے پہ بھی آپ کو تعجب ہے۔ شاید منہ کے معنی آپ نے وہ عضو سمجھا جس سے آپ روٹی کھاتے ہیں۔ حالانکہ صبح شام ہم بولتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ بولنے سے منہ موڑ لیا۔ جس کے معنی باز آجانے کے ہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ فلاں بات میں اس کا رُخ میری طرف تھا۔ کیا اس کے یہ معنی کوئی شخص تصور کرسکتا ہے کہ اس کا منہ میری طرف تھا۔ گویا دل سے مخالف رہا ہو۔ اس رخ کے معنی یہ بھی ہیں کہ جدھر بھی دیکھو اور جہاں بھی پکارو۔ اللہ کو متوجہ پاؤ گے۔ کیا آپ کا خدا ایسا نہیں ہے۔ یہ مطلب خود آیت سے عیاں ہے کہ اللہ واسعٌ علیم۔ یعنی علمِ الٰہی وسیع ہے۔

وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب کی طرف اس کا رخ ہے۔

(۵) سب کے نزدیک جو امر مسلّم ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح عرش و کرسی۔ ہاتھ۔ منہ اور اللہ کا سننا۔ بولنا۔ لطف و کرم غتاب و عذاب۔ میزانِ اعمال بلکہ تمام امور مابعد الطبیعات کی حقیقت واقعی کا محسوس اور مشاہدہ میں آنے والی اشیاء یا مادی اشیا کی طرح تصور کرنا، انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ اسی طرح خود فرشتوں کا تصور بھی دشوار ہے۔ اور ان کے چار یا آٹھ ہونے کی کیفیت ہمارے فہم سے بالاتر ہے۔ لیکن ہم اور آپ اس پر بھی اسی طرح ایمان لانے کے مکلّف ہیں۔ جس طرح خود اللہ کے وجود پر۔ اس کے خالق کائنات اور اس کے علیم و خبیر ہونے پر ایمان ہے۔

قرآنی آیت وسع کرسیه السّمٰوٰتِ وَالْاَرْض کے معنی ہیں کہ اللہ کی کرسی تمام آسمان و زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ اب اگر ہم ایک کرسی کو تمام آسمان و زمین پر پھیلا ہوا کسی معنوں میں تسلیم کرتے ہیں۔ تو اس اللہ کے کارگزارانِ قضا و قدر کی چار یا آٹھ تعداد پر شبہ کی کیا گنجائش ہے۔ سردست جو بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح عالمِ معاش (یا اس دنیا) کے معاملات کو چار فرشتے حکمِ الٰہی کے مطابق انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت (عالمِ آخرت) کے معاملات کو مزید چار فرشتے انجام دیں گے۔ اور اس طرح اس اللہ کا حکم آٹھ فرشتوں

کے سپرد ہوگا۔ جو اس کے کارکنانِ قضا و قدر ہوں گے واللہ اعلم

(۶) یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ (جس دن کھولا جائے گا پنڈلی سے) یہ ایک عربی محاورہ ہے۔ جس کے معنی حقیقت کے انکشاف ہونے کا وقت یعنی روزِ قیامت کے ہیں۔ آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پنڈلی کھولے جانے کا ذکر ہے۔ لیکن جیسے ہم اردو زبان میں بے نقاب ہو جانے کو حقیقتِ حال کے منکشف ہو جانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یا ظالمانہ دست برد کے لئے گلا کاٹنے کا محاورہ استعمال کرتے ہیں۔ اور فی الواقع گلے پر چھری چلانا مقصود نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ محاورہ بھی ہے۔ کہ جب قیامت آجائے گی یا حقیقتِ حال منکشف ہو جائے گی۔ غرض یہ خالص اہلِ عرب کا محاورہ ہے۔ جیسا کہ مفسرین نے بتایا ہے۔

(۷) آیت مکروا و مکر اللہ۔ یہ اعتراض بھی بلاغتِ بیان سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ ہم بولتے ہیں کہ تم ہمارا دل جلاؤ گے تو ہم بھی تمہارا دل جلائیں گے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہاں سینے سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر جسے دل کہتے ہیں۔ آگ پر جلانے کا ذکر ہے۔ مکر کے معنی خفیہ تدبیر کے ہیں اور مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح دشمنانِ اسلام دین کے ساتھ اس طرح دشمنی کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو خبر نہیں ہوتی۔ اسی طرح

اللہ نے بھی ان کی بربادی کا سامان اس طرح کیا۔ کہ انہیں خبر نہ ہوئی۔ اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگا۔

(۸) اللّٰہ یستھزی بھم (یعنی اللہ کا مذاق اڑانے والوں کا خود اللہ مذاق اڑاتا ہے۔ اور اپنی سرکشی کا مزہ وہ خود چکھتے ہیں معلوم ہوا کہ پروردگارِ عادل نوعیتِ گناہ کے مطابق سزا دیتا ہے اس عبارت کا مطلب یہ ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

(۹) یُضِلّ بہ کثیرا و یھدی بہ کثیراً۔ یعنی قرآن کو پڑھ کر یا سن کر لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور ہدایت بھی پاجاتے ہیں۔ یعنی جنہوں نے مانا ہدایت یافتہ ہوئے۔ اور جنہوں نے نہ مانا گمراہ ہوئے۔ اور دونوں حالتوں کا موجب قرآن ہے۔ جو اللہ کی کتاب ہے۔ لہذا یہ سب کچھ اللہ کی مشیت سے ہوا۔ باوجود مسیحی ہونے کے اتنا تو آپ بھی مانتے ہوں گے کہ بنانا اور بگاڑنا سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات سے کسی کو ان کے ساتھ نہ ہمدردی ہوئی اور نہ آخر تک کوئی شخص ان کی راہ پہ چلا۔ اس کے برعکس ان کے رفقا نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کا مصافحہ اور سلام۔ اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرنا

جس کے ذکر پر آپ کو شبہ ہے۔ یہ سب کچھ آپ کے لئے باعثِ حیرت اس لئے ہے۔ کہ آپ نے ان تمام باتوں کو اپنے ہاتھ کے مصافحہ اور زبان کے سلام کی مانند تصوّر کیا۔ حالانکہ مقصد محض اعزاز و اکرام ہے۔ جو جناب باری کی طرف سے پیش آئے گا۔ اس سے زیادہ حیرتناک تو جنّت کے محل۔ باغات۔ نہریں اور سامانِ راحت وغیرہ ہیں۔

خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے تو آپ بھی قائل ہیں۔ کیا کچھ وہ لوگ بھی ہیں۔ جو اس کی بادشاہت میں داخل نہ ہونگے وہ دوسری بادشاہت کون سی ہے؟

(۱۱) اسی طرح کی ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا اُن لوگوں پر ہنستا ہے۔ جو اس کی ذات سے بے پرواہ ہیں۔ لیکن چھوٹے معبودوں کے قرب میں آنا چاہتے ہیں۔ ہم اور آپ بھی اکثر لوگوں کی حماقت پہ ہنستے ہیں۔ لیکن ہمارے ہنسنے اور اللہ کے ہنسنے میں فرق ہے۔ کو مراد ایک ہے یعنی احمقوں کی تحقیر۔

(۱۲) آپ کو اس پہ بھی استعجاب ہے۔ کہ کسی روایت میں آیا ہے۔ کہ مخلوق پیدا کرنے سے پہلے خدا نے اپنا عرش پانی پہ پیدا کیا۔ اس پہ آپ کو کیا اعتراض ہے۔ کیا ماہرین طبیعیات اب بھی یہ نہیں کہتے۔ کہ موجودہ مخلوقات سے پہلے تمام پانی ہی پانی تھا۔

(۱۳) ایک روایت میں ہے۔ کہ حضورؐ نے کہا کہ ایک وقت تم اپنے خدا کو اس طرح دیکھو گے۔ جیسے یہ چاند دیکھتے ہو۔ اس کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ کوئی شخص خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔ بس اسی طرح دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی محض جلوہ۔ یہ مسئلہ تو قرآن کی مقدس کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھے نہیں تو یہ عرض کروں کہ چاند کی طرح دیکھنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو یہ یقین ہو جائے گا کہ یہ ضمنی طور پر اللہ کا جلوہ ہے۔ یا پھر یہ سمجھئے کہ اللہ کا دیکھنا یہ ہے۔ کہ ایک خاکی انسان جس قدر دیکھ سکتا ہے۔ اللہ کو دیکھ لیگا۔

(۱۴) ایک روایت میں ہے کہ قلبِ انسان خدا کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جدھر چاہے انسان کی طبیعت کو موڑ دے۔ اسی کو توفیق الٰہی کہتے ہیں۔ اس پر شبہ اس شخص کو ہونا چاہئیے جو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو۔ کیا آپ بھی ایسے ہی ہیں؟

(۱۵) تقدیر کا ترازو خدا کے ہاتھ میں ہونے کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ پستی و بلندی، ذلت و عزت اس کے ہاتھ ہے۔ یہ قدرت کی تشبیہ حسی ہے۔ امید ہے آپ اب سمجھ گئے ہوں گے۔

(۱۶) ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب کا نکاح اللہ نے حضورؐ سے کر دیا۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی۔ لیکن یہ سمجھ میں آگئی کہ روح القدس کے دم کرنے سے حضرت مریمؑ حاملہ ہو گئیں۔ اپنے ایمان کو جھنجھوڑ کر بیدار کیجئے۔ یہ بات خود سمجھ میں آجائے گی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حکم صادر فرما دیا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کا کر دیا گیا تھا۔

(۱۷) ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ میں نے اپنے رب کو گھونگھر والے بالوں والا دیکھا۔

حیرت ہے کہ ایک شخص کے خواب کی صورت کو آپ نے کس طرح فی الواقع گھونگھر والے بالوں کا اللہ تصور کر لیا۔ یہ تصور ایسا ہی لغو ہے۔ جیسا کہ یہ تصور کہ حضرت مسیحؑ اللہ کے دائیں ہاتھ پر جا بیٹھے۔ ایک صحابی کا خواب رویت باری تعالیٰ کے بارے میں حجت نہیں کیونکہ غیر نبی کا خواب دلیل نہیں بن سکتا۔

(۱۸) ایک حدیث میں ہے کہ خدا جس کو چاہنے لگتا ہے۔ اس کے کان، آنکھ اور ہاتھ بن جاتا ہے۔ یعنی اس کا سننا

دیکھنا اور پکڑنا ۔ اللہ کا سننا۔ دیکھنا اور پکڑنا ہو جاتا ہے ۔ مطلب نہایت واضح ہے کہ اللہ کے مقبول اور محبوب عبادت گذار بندوں کا ہر فعل مرضیٔ مولیٰ کے مطابق ہوتا ہے۔ کیا آپ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اس شخص کا جہاں پر کان ۔ زبان یا ہاتھ ہے ۔ اس کی بجائے اللہ کے اعضا لگ جاتے ہیں۔ اب اس کو دیدہ دانستہ کج بحثی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ۔

درسِ نبوّت

سوالات کا دوسرا حصہ

(۱) تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ایک نو زائیدہ بچے کو جنّوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہوا کے سپرد کر دیا ۔ اور خدا پر توکل نہ کیا جس کے باعث وہ مر گیا ۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہُوا ہو تو آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے حضرت مسیحؑ سے بھی یہ غلطی سرزد ہوئی تھی ۔ کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں

کو اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار بند کرنا چاہا۔ جس کی پاداش میں انہیں بقول آپ کے سولی پہ چڑھا کر مار ڈالا گیا۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ قبطیوں سے عید کرنے کے بہانے زیور مانگ لو۔ شاید اس لئے کہ سب مال لے کر بھاگ جائیں) لیکن مقررہ رات کو وہ نکلنے کا دروازہ بھول گئے۔ اس کو آپ نے حضرت موسیٰؑ کا دھوکہ اور فریب بتایا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ان کو سزا مل گئی۔ کہ وہ بھاگ نہ سکے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ دریائے نیل میں غرق ہونے سے ان کی کس نیکی نے ان کو بچایا؟

(۳) تفسیر حسینی کے حوالے سے بتایا ہے کہ حضرت آدمؑ کو احتلام ہوا۔ ہوا ہوگا۔ احتلام انسان کی علاماتِ صحت میں سے ہے۔ مسیحیوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ امور طبیعہ میں سے ہے۔ تو پھر آپ کو اس پہ کیا اعتراض ہے۔

(۴) حضرت آدمؑ کی اولاد میں باہم بہن بھائی کے نکاح سے نسلِ آدمؑ کے معرضِ وجود میں آنے پر آپ کو اعتراض ہے۔ تو آپ ہی بتائیے کہ اگر آدمؑ سب سے پہلے انسان تھے۔ تو اس کے بعد نسلِ انسان کس طرح معرض وجود میں آئی؟ ہمارے نزدیک تو تاوقتیکہ اس کے خلاف کوئی حکم اللہ کی طرف سے صادر نہ ہو۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بہن بھائی کا نکاح اب حرام ہے۔ اس

وقت نہیں تھا

(۵) حضرت حوا پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے شیطان کے کہنے پر اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھ دیا۔ حالانکہ فرشتوں میں حارث شیطان کا نام مشہور تھا۔ لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں۔ اس وقت شیطان بھی بہشت میں تھا۔ قطع نظر اس کے شیطان کی بات میں آجانے کا حادثہ تو حضرت مسیحؑ پر بھی گزر چکا۔ وہ کیسے ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت حوا تو پیغمبر نہیں ہیں۔ ان کا شیطان کے فریب میں آجانا کچھ عجیب بھی نہیں۔ یہ اعتراض تو مسیحیوں کے اس فرقہ پر عاید ہوتا ہے۔ جو حضرت مریم کو بھی خدا مانتا ہے۔

(۶) ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے موت کے فرشتے کی آنکھ پھوڑ دی۔ لیکن اللہ نے پھر اُسے آنکھ بخش دی اور دوبارہ روح کو قبض کرنے کے لئے آیا۔ تو حضرت نے بخوشی جان نکالنے کی اجازت دے دی۔

اس واقعہ کو جوں کا توں آپ تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ انسان پر اس سے بھی زیادہ عجیب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک پیغمبر نے پچاسوں سال کے مرے ہوئے مُردے کو زندہ کر دیا۔ مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مارتا ہے اور وہ سچ مچ کا پرندہ بن جاتا ہے۔ مجھے تو آپ جو چاہیں سمجھیں آپ خود ایسی باتوں پر

کیسے یقین کر لیتے ہیں۔
ایک شخص کو سولی دی جائے۔ وہ مرجائے۔ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ پھر کچھ روز کے بعد قبر سے زندہ اُٹھ کھڑا ہو اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ پر بیٹھ جائے۔ یہ سب کچھ آپ مانتے ہیں۔ ایک فرشتہ کا انسانی روپ میں آنا اور حضرت موسےؑ کا تھپڑ مارنا اور اُس کی آنکھ پھوڑ دینا تو ان واقعات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

(۷) اسی طرح کا واقعہ یہ بھی ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ جو ہمیشہ تنہائی میں (لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل) غسل فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز کسی مصلحت سے اُنہوں نے کپڑے اُتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ وہ پتھر لڑھک کر چل پڑا۔ آپ پانی سے برہنہ نکل آئے۔ اُسے پکڑ لیا اور اپنی معجزنما لکڑی سے پتھر کو مارا۔ لوگوں نے اُن کو برہنہ دیکھا اور اُن کے برہنہ عضو کو صحت مند دیکھ کر اس غلط خیال سے باز آئے کہ اُن کو کوئی مرض لاحق تھا۔ اُنہوں نے قسم کھا کر کہا کہ ہم غلط سمجھ رہے تھے۔ موسیٰؑ میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ امید ہے کہ اس پس منظر میں آپ کی غلط فہمی دور ہو گئی ہوگی۔

(۸) ایک اور واقعہ حضرت ایوبؑ کے برہنہ نہانے کا آپ نے بحوالہ تیسیر الباری بیان کیا ہے۔ کہ حضرت جب نہا رہے تھے۔

تو اُن پہ سونے کی ٹڈیاں گریں۔ حضرت ایوبؑ انہیں اُٹھا اُٹھا کر اپنے کپڑے میں (یہ نہیں بتایا کہ وہ ننگے تھے تو کپڑا کہاں سے آیا) رکھتے رہے۔ ارشاد باری ہوا کہ اے ایوبؑ کیا ہم نے تجھے اس سے بے پروا نہیں کیا؟

حضرت ایوبؑ نے عرض کیا کہ میں تیری عطا سے کیسے بے نیاز ہو سکتا ہوں۔ جو کچھ تو نے بخشا میں نے اُسے سنبھال لیا۔ یقیناً اگر یہ حدیث صحیح ہے۔ تو ایسا ہی ہوا ہے۔ لیکن آپ کو اس پہ کیا اعتراض ہے؟

(۹) ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ آپ کو اچھی نظر آئی۔ آپ وہاں سے اپنی بیوی کے پاس آ گئے اور ان سے اختلاط فرمایا۔ اور حکم دیا کہ جب کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اچھی لگے تو لازم ہے کہ اپنی اہل کے پاس آ جائے۔ کیونکہ اس کے پاس بھی وہی کچھ ہے۔ جو اس عورت کے پاس ہے، یہ تو معاشرے کے اخلاقی جرم سے بچنے کا واجب العمل طریقہ ہے۔ آپ اس سے حیران و پریشان کیوں ہیں۔ خدا ہم کو آپ کو سب کو اس طرزِ عمل کے اختیار کرنے کی توفیق دے۔

(۱۰) جناب مولوی رضا خاں صاحب (جن سے آپ کی مراد غالباً احمد رضا خاں صاحب ہیں) کی کس تصنیف کے حوالہ سے

آپ نے بتایا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قبر میں دفن کے بعد فوراً ہی زندہ کردیا جاتا ہے اور وہ وہاں پر کھاتے پیتے ہیں۔ اور وہ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ممکن ہے۔ ایسا ہوتا ہو۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ان کی بیوی گھر سے جاکر ان کے پاس قبر میں رہتی ہے۔ بداہتہً حماقت ہے۔ یہ معاملہ عالمِ ارواح یا برزخ کا ہے جس پر دنیاوی مصروفیات کا اطلاق کرنا بجائے خود ایک احمقانہ تصور ہے۔ وہاں انسان دنیاوی دستور کا مکلف نہیں ہو سکتا۔

(۲ ،۱۰) ان دو سوالوں کا مضمون تقریباً مشترک ہے۔ کہ حضورؐ اپنی بیویوں کو ناپاکی کی حالت میں بھی لباس پہن لینے کا حکم دیتے۔ اور ان کے ساتھ مباشرت فرماتے تھے۔ نیک نیتی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس حالت میں بھی عورتوں سے میل جول ممنوع نہیں۔ مباشرت کے معنی مجامعت کے نہیں ہیں کیونکہ اس کے لئے برہنگی لازم ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف ملاعبہ یا اختلاط ہے یا جسم کا اتصال جو ہنود میں اور بعض دوسری قوموں میں ممنوع ہے۔ وہ ایسی عورتوں کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا بھی ہے۔ کہ ہم دونوں میاں بیوی ایک ہی برتن کے پانی سے بیک وقت غسل کر لیتے تھے۔ اور اس حالت میں بھی اور حضور کی حالتِ اعتکاف

میں بھی میں [illegible] سر مبارک پر [illegible]

لیتے تھے۔ [illegible]

کیا پادری صاحب انجیل [illegible] کی طرف

توجہ دیں گے ؟

"تو دیکھو ایک بدچلن عورت [illegible]

کر وہ (مسیحؑ) اس فریسی کے گھر [illegible]

سنگ مرمر کے عطردان میں [illegible]

روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں [illegible]

[illegible] اور اپنے سر کے بالوں سے [illegible]

بہت چومے۔ اور ان پر عطر ڈالا"

(لوقا کی انجیل باب ۷ [illegible])

یہ ایک غیر عورت تھی [illegible] اور اس نے حضرت مسیحؑ

کے پاؤں کو آنسوؤں سے [illegible] اپنے سر کے بالوں [illegible]

پونچھا اور ان کو بار بار چوما۔ [illegible] عطر ڈالا

کیوں جی پادری صاحب! انجیل کے [illegible] آپ کی

کیا رائے ہے ؟ غور کیجئے ایک طرف [illegible] بیوی

اور دوسری طرف ایک غیر [illegible] عورت

اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

[illegible] چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

یہود حالتِ حیض میں عورتوں سے بلا تکلف اختلاط اور جماع کرلیا کرتے تھے۔ جبکہ اس کے برعکس نصاریٰ ایامِ حیض میں عورت کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانا تو درکنار اس کے قریب تک پھٹکنے کو نہایت گھناؤنا جرم سمجھتے تھے۔ بلکہ بعض ان دنوں میں ان کو گھر سے نکال دیا کرتے تھے۔

جبکہ اس کے برعکس اسلام نے جو دینِ اعتدال ہے۔ یہود و نصاریٰ کے برخلاف فطرت کے اصولوں کی سرپرستی کرتے ہوئے ان ایام میں عورت کے ہاتھ کا پکا کھانے کا حکم دیا۔ اور اس سے اختلاط کو جائز قرار دیا۔ یہ عورت کو تذلیل اور کھلونا بننے کی حالت سے نکال کر عزت و احترام دینے کے پیشِ نظر تھا۔ کیونکہ عورت پیغمبروں کی ماں بھی ہے۔ اور بیٹی بھی۔ جیسے سیدہ مریم علیہا السلام ہی کو لے لیجئے۔ یہ تو اسلام نے اس کے احترام کا سبق سکھا کر خاکِ فرش سے اٹھا کر احترامِ عرش تک پہنچا دیا۔ ورنہ یہودی تو بے حد شرمناک اتہام حضرت مریم پر لگاتے تھے۔

مجھے امید ہے کہ آپ ان جوابات کو پڑھنے کے بعد ایک نظر ان الزامات پر بھی ڈال لیجئے جو آپ کی کتابِ مقدس (بائبل) میں انبیاء کے بارے میں مذکور ہیں۔

پھر دونوں کا موازنہ کرنے کے بعد اگر جواب دے سکیں
تو ضرور دیجئے ۔ رہا آپ کو اختیار ہے ۔ کہ میری تمام سابقہ تحریروں
کے جوابات بھی عنایت فرمائیے ۔ سردست تو میں اس غلط فہمی
میں ہوں ۔ کہ آپ نے میری سابقہ تحریروں کی معقولیت کو سمجھ
لیا ہے ۔ اور شاید میرے اس جواب کے ساتھ بھی آپ خاموشی
اختیار کریں ۔

نیاز مند :-

منظور احسن عباسی

تقدیسِ بائبل مقدس

سات عجائبات بلا تبصرہ ملاحظہ ہوں!!!

نقلِ کفر کفر نباشد

اصل اقتباسات بلا تبدیلی از بائبل مقدس

---

(۱) اور لوط ضُغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ اسے ضُغر میں بستے ڈر لگا۔ اور وہ اور اس کی بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پہلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ اور پھر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔

(پیدائش باب ۱۹ سطر ۳۰ تا ۳۶)

(۲) تب داؤد لوٹا تاکہ اپنے گھرانے کو برکت دے اور ساؤل کی بیٹی میکل داؤد کے استقبال کو نکلی اور کہنے لگی۔ کہ اسرائیل کا بادشاہ آج کیسا شاندار معلوم ہوتا تھا جس نے آج کے دن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا۔ جیسا کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے۔

(۲۔ سموئیل باب ۶۔ سطر ۲۰۔ ۲۳)

(۳) اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ یہ ان قوموں کی تھیں۔ جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ کہ تم ان کے بیچ نہ جانا۔ اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں۔ کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی۔ سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا۔ اور اس کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں۔ اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر لیا۔ کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا۔ تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا۔ اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا۔ جیسا کہ اس کے باپ داؤد کا دل تھا۔

(سلاطین ۱ باب ۱۱۔ سطر ۱۔ ۴)

(۴) # خدا کا دنگل (معاذاللہ)

اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا۔ تو اس کی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے پر چڑھ گئی۔

اور اس نے کہا "مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی"
یعقوب نے کہا "جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دوں گا"
تب اس نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے؟۔ اس نے جواب دیا "یعقوب" اس نے کہا۔
"آگے کو تیرا نام یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا"

(پیدائش باب ۳۲ سطر ۲۴ تا ۲۸)

(۵) داؤد نے اوریاہ کی بیوی سے کیا تھا۔ اور وہ ان سے حاملہ ہوئیں۔ پھر داؤد نے اس کے شوہر کو دھوکہ اور فریب سے مروا دیا۔ اور اس کی بیوی کو اپنی بیوی بنا لیا۔
جس کی تصریح سموئیل ثانی باب ۱۱ میں مفصل موجود ہے

—:—

(٦) غزل الغزلات باب ٧ ۔ سطر ٦ تا ٩

اے محبوب عیش و عشرت کے لئے تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے
یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں۔
میں نے کہا میں اس کھجور پہ چڑھوں گا اور اس کی شاخوں کو پکڑوں گا۔

(٧) حزقی ایل باب ٢٣ سطر ١٩ تا ٢١

تو بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مصر کی سرزمین
میں بدکاری کرتی تھی بدکاری پہ بدکاری کی۔ سو وہ پھر اپنے یاروں پہ مرنے
لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن ہوتا تھا۔ اور جن کا ...... گھوڑوں کا سا ......
ہوتا تھا۔ اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کو جبکہ مصری تیری جوانی
کی چھاتیوں کے سبب تیرے ... ملتے تھے

ہم اس بات کا برملا اعلان کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا بیانات سن حضرت
بے بنیاد اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ انبیاء کرام کے ساتھ وابستہ ان لغویات کا ان کی ذات
سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ انبیائے کرام خدا تعالیٰ کے نیک بندے تھے جن
کی حفاظت کا وہ براہ راست محافظ و نگہبان تھا۔ تمام نبی معصوم عن الخطا ہیں
ان کی ذات تمام عیوب اور گناہوں سے بالا تر ہے۔ اسی بنا پر ہم ان باتوں
سے بیزاری اور لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

پادری میدان چھوڑ کر بھاگ کیوں گئے

رائے ونڈ کے پادری سیمسن نے اسلامی مشن کے سر یہ یہ الزام تھوپا کہ: ۔ "اسلامی مشن والے انجیلوں کے ترجموں پر اپنے سوالات اور اعتراضات کی بنیاد رکھتے ہیں؟" ہم نے اس کے جواب میں نہیں للکارا اور کہا کہ "ہم دس ہزار روپے 10000 انعام دیں گے اگر وہ اصلی انجیل جو حضرت یسوع مسیحؑ پر ان کی مادری زبان میں نازل ہوئی تھی۔ پیش کر دیں۔"

اس پر رائے ونڈ والے صاحب نے تو خاموشی اختیار کر لی

باسی کڑھی میں اُبال

مگر گوجرانوالہ عیسائی سیمینری کے دل میں جوش آیا اور ہمیں چیلنج کیا۔ کہ "بیس ہزار 20000 روپے کا انعام ملے گا۔ اگر اسلامی مشن والے جو انجیل آرامی زبان میں اُتری تھی دکھلا دیں"

اسے کہتے ہیں۔ **اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے**

دعویٰ ہمارا تھا۔ عیسائیوں کا فرض تھا کہ ہمارا اعلان کرتے کہ حضرت مسیحؑ پر آرامی زبان میں انجیل کا نزول ہوا لیکن ایسا کرنے کی بجائے اسلامی مشن والوں کو کہتے ہیں کہ آرامی زبان کی انجیل دکھلاؤ **گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے**۔ ہم نے ٹھوس دلائل اور ثبوت عیسائیوں کی اپنی کتابوں سے پیش کئے۔ جنہیں

لو مسیحی دوستو غور سے پڑھو

پھر ذیل میں ہدیہ ناظرین کر دیا جاتا ہے۔

(۱) متی نے عبرانی زبان میں خداوند کے کلام کو جمع کیا۔ صفحہ ۴۷

(۲) عبرانی سے مراد ارض مقدس کے یہودیوں کی زبان تھی جو آرامی ہے صفحہ ۴۵

(۳) یہ رسالہ نہایت معتبر تھا۔ اس کو بارہ رسولوں میں سے ایک نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھا تھا اور حضرت کلمتہ اللہ کی حینِ حیات میں جمع کیا تھا صفحہ ۴۶

(۴) یہ رسالہ ۱۹۲ آیات پر مشتمل تھا۔ صفحہ ۴۷

(قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ جلد دوم صفحہ ۲۴۰ مصنفہ آرچ ڈیکن پادری برکت اللہ)

---

(۱) اس خارجی شہادت سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کم از کم دو یا زیادہ اناجیل آرامی زبان میں یروشلم کی بربادی سے بہت پہلے ارضِ مقدس میں مروج تھیں

(۲) آپ سامعین کو آرامی زبان میں تعلیم دیتے جو گلیلیوں کی مادری زبان تھی صفحہ ۱۴۴

(۳) وہ زبان جو ہمارے خداوند عام طور پر بولتے تھے آرامی تھی اس زمانہ میں عبرانی بالکل مردہ ہو چکی تھی صفحہ ۶۹

(مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

(لائف آف کرائسٹ مصنفہ ایف۔ ڈبلیو۔ فرار ڈی۔ ڈی ڈین آف کنٹربری)

---

(۱) اگرچہ وہ (حضرت مسیح) سادہ آرامی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ تاہم اس کے الفاظ روح اور زندگی تھے۔ صفحہ ۲۵

(۲) چاروں رسولوں نے اپنے خاص نقطۂ نظر کے مطابق اناجیل کو تحریر کیا اور ایسے ہی نقطہ نظر کے مطابق مسیح کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی باتوں اور اس کے

کاموں کو منتخب کیا۔ ان کے بیانات میں بہت سے ظاہری اختلافات ان کے مقاصد پر غور کرنے سے حل ہو جائیں گے۔ بعض بیانات میں جو فرق نظر آتا ہے۔ وہ آرامی زبان سے یونانی میں ترجمہ کرتے وقت مختلف امور کو مختلف طریقوں سے بیان کرنے کے باعث ہے۔ (ہماری کتب مقدسہ ترجمہ مسٹر کے۔ ایل ناصر)

اتنے ثبوت فراہم ہونے پر بھی اگر پادری صاحبان اور اہلِ کلیسا اس بات سے انکار کریں کہ آرامی زبان میں انجیل کا وجود نہیں تھا۔ تو ہم صرف ان کی عقل پر ماتم کرنے کے سوا کیا کر سکتے ہیں۔

اصل سے فرار

ان دلائل و براہین نے پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا اور انہوں نے اصل آرامی انجیل کو پیش کرنے کی بجائے اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے ایک آسان راہِ فرار اختیار کی۔ جولائی ۱۹۷۹ء کے عیسائی رسالہ "کلامِ حق" گوجرانوالہ نے اعلان کر دیا۔ کہ

"خداوند مسیح پر کلام کے نزول کا مسئلہ مسیحیوں کے ایمان میں شامل نہیں۔ مسیحی ہرگز نہیں مانتے کہ آپ پر کوئی انجیل یا کلام نازل ہوا تھا" نیز یہ کہ مسیحیوں کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ خداوند مسیح پر انجیل آرامی، یونانی یا کسی اور اور زبان میں نازل ہوئی۔ یہ سوال ہی غلط ہے۔

دکلف اے سنگھ (بحوالہ کلام حق جولائی ۱۹۷۹ء، صفحہ ۱۳)

ع: چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما

اسلامی مشن سنت نگر لاہور